www.KitaboSunnat.com

حدیث وسنت — غازی عُزیر

معرفتِ نفس کی حقیقت

"نفس" جمہور صوفیہ کے نزدیک منبع شر ہے، تمام بُرے اعمال و افعال اسی سے ظہور پذیر ہوتے ہیں[1] چنانچہ سلیمان دارانی کا قول ہے کہ "نفس امانت میں خیانت کرنے والا، رضائے الہٰی کی طلب سے روکنے والا ہے"[2] اسی لئے تہذیبِ نفس، کہ جس کا مطالبہ راہِ سلوک میں پہلا قدم رکھنے کے ساتھ ہی ہوتا ہے اور جو مجاہدہ کا اصل مقصود ہے، سے قبل معرفتِ نفس ضروری ہے۔ اس لحاظ سے معرفتِ نفس کو صوفیانہ زندگی کے نصابُ العمل کی بنیادی کڑی سمجھا جاتا ہے۔ معرفتِ نفس کے بعد مجاہدہ کے ذریعہ نفس کا تزکیہ کیا جاتا ہے اور اس تزکیہ سے مشاہدہ حق حاصل ہوتا ہے جو کہ تصوف کی معراج ہے۔ تزکیہ نفس کے لیے کیا جانے والا مجاہدہ مطالباتِ حیات کے خلاف سخت طرزِ عمل اختیار کرنے پر زور دیتا ہے۔ تاکہ نفس کے اندر دنیاوی چیزوں کی طرف رغبت پیدا ہونے کے امکان کا سدباب کیا جاسکے۔ اس رویہ کے پیچھے علماءِ تصوف کا یہ نظریہ کارفرما ہے کہ دنیا و مافیہا سے مکمل بے تعلقی کے بغیر معرفت نفس اور معرفتِ نفس کے بغیر معرفتِ حق تک رسائی ممکن نہیں۔ چنانچہ اس اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے رعونت، کبریائی اور غرورِ نفس کے دفعیہ کی خاطر نفس کی تذلیل، نیز مجاہدہ و ریاضت کے نت نئے طریقے ایجاد کئے گئے ہیں، اور ان کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی نفس کشی کو سب سے افضل عمل قرار دیا گیا ہے۔ چونکہ صوفیاء کے نزدیک مخالفت نفس بلکہ فناءِ نفس ہی مقصود ہے۔ لہٰذا تمام مرغوبات و مشتہیات بلکہ جائز خواہشات تک سے ان کا اجتناب لازم ہوا۔

بعض اربابِ تصوف کے نزدیک ایک انسان کی حیات کا حقیقی مقصد بلکہ اس دنیا کو معرضِ وجود میں لانے کی حقیقی غرض و غایت یہ ہے کہ انسان اللہ عزوجل کی معرفت حاصل کرے۔ اسی لئے محی الدین ابن عربی اپنی تفسیر میں کہتے ہیں: "من لم یعرف لم یعبد"

"جس نے اللہ کو نہیں پہنچانا اس نے گویا عبادت ہی نہیں کی" (۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اربابِ تصوف کے علاوہ فقہائے حنفیہ کے نزدیک بھی معرفتِ نفس کی کچھ کم اہمیت نہیں ہے۔ چنانچہ بعض متاخرین نے اس موضوع پر مستقل رسائل مرتب کئے ہیں۔ جیساکہ آگے بیان کیا جائے گا اور مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم تو معرفتِ نفس کے متعلق یہاں تک فرماتے ہیں:

"اور امام ابو حنیفہ" سے فقہ کی یہ تعریف منقول ہے:

معرفة النفس مالها وما عليها" [۴]

معرفتِ نفس کی اہمیت کے متعلق ایک زبان زد حدیث اس طرح بیان کی جاتی ہے:

"من عرف نفسه فقد عرف ربه"

"جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا، اس نے اپنے رب کو پہچان لیا"

امام ابن تیمیہ" اور علامہ صغانی" فرماتے ہیں کہ "یہ موضوع ہے" [۵] امام نووی" کا قول ہے کہ "یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے" ابوالمظفر سمعانی" "القواطع فی الکلام علی التحسین والتقبیح العقلی" میں بیان کرتے ہیں: "یہ مرفوعاً پہچانی نہیں جاتی" یہ یحییٰ بن معاذ الرازی کا قول ہے۔ جبکہ علامہ محمد درویش حوت البیروتی"، علامہ سمعانی و نووی رحمہم اللہ کے اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "بعض لوگوں نے اس قول کو ابو سعید الخزار کی جانب اور بعض نے یحییٰ بن معاذ الرازی کی جانب منسوب کیا ہے" [۶] علامہ شیبانی اثری" نے "تمییز الطیب من الخبیث" میں علامہ سمعانی" و امام نووی" کے اقوال نقل کئے ہیں [۷] علامہ زرکشی" نے اس کو "التذکرة فی الاحادیث المشتہرة" میں وارد کیا ہے۔ اور اس کے تحت علامہ سمعانی" کا قول نقل کیا ہے۔ [۸] ملا طاہر پٹنی گجراتی حنفی" نے "تذکرة الموضوعات" میں امام ابن تیمیہ"، امام سخاوی" اور امام نووی" کے اقوال نقل کرنا کافی سمجھا ہے۔ [۹] علامہ سمہودی" نے "الغماز علی اللماز" میں صرف علامہ نووی" کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے [۱۰] علامہ جلال الدین سیوطی" نے "الدرر المنتشرة" میں علامہ زرکشی" کی اتباع کی ہے۔ [۱۱] اور اپنی دوسری کتاب "ذیل الموضوعات" کی ایک فصل کہ جس میں امام نووی" نے اپنے فتاویٰ وغیرہ میں جن احادیث کو باطل قرار دیا ہے، کے تحت لکھتے ہیں:

"(آں رحمہ اللہ سے) من عرف نفسه عرف ربه ومن عرف ربه كل لسانه کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا یہ حدیث ثابت ہے؟ تو آپ" نے جواب دیا: ثابت نہیں ہے" [۱۲]

علامہ جلال الدین سیوطی" نے اس زبان زد حدیث پر مستقل ایک لطیف رسالہ بعنوان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" القول الاشبه في حديث من عرف نفسه فقد عرف ربه" لکھا تھا جو "الحاوی الفتاوی" میں موجود ہے۔اس رسالہ میں آں رحمہ اللہ فرماتے ہیں : "یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔" (۱۳)

صاحب القاموس علامہ فیروز آبادیؒ فرماتے ہیں :

"یہ احادیثِ نبوی میں سے نہیں ہے حالانکہ اکثر لوگ ایسی چیزوں کو نبی ﷺ کی حدیث بنا دیتے ہیں کہ جن کی اصل صحیح نہیں ہوتی۔ البتہ "اسرائیلیات" میں مروی ہے : یا انسان أعرف نفسک تعرف ربک" (۱۴)

علامہ سخاویؒ "المقاصد الحسنة" میں سمعانیؒ و نوویؒ کے اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

"بعض لوگ اس حدیث کی تاویل میں کہتے ہیں کہ جس نے اپنے نفس کو حدوث کے ساتھ پہچانا، اس نے اپنے رب کو قدوم کے ساتھ پہچانا، یا اسی طرح جس نے اپنے نفس کی فناء کو پہچانا اس نے اپنے رب کی بقاء کو پہچانا" (۱۵)

ملا علی قاری حنفیؒ ابن تیمیہؒ ، سمعانی اور نوویؒ کے اقوال نقل کرنے کے بعد تاویلاً فرماتے ہیں :

"لیکن اس کے معنی صحیح ہیں یعنی جس نے اپنے نفس کو باعتبارِ جہالت پہچان لیا، اس نے اللہ کو باعتبارِ علم پہچان لیا یا جس نے اپنے نفس کی فنا کو پہچان لیا، اس نے اللہ کی بقاء کو پہچان لیا یا جس نے اپنے عجز و ضعف کو پہچان لیا اس نے اللہ کی قدرت اور قوت کو پہچان لیا اور یہ بات قرآن سے بھی ثابت ہوتی ہے : ﴿ وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ ﴾ (۱۶) "یعنی حضرت ابراہیمؑ کی ملت سے وہی انکار کر سکتا ہے جو اپنے نفس سے احمق ہو" یعنی اپنی جہالت کی بنا پر اللہ کو نہیں پہچانتا" (۱۷)

اور علامہ شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی الجراحیؒ نے امام ابن تیمیہؒ ، امام نوویؒ اور علامہ سمعانیؒ کے اقوال نقل کرنے کے بعد استدراکاً تحریر فرمایا ہے :

"ابن الفرس نے نوویؒ کا قول نقل کرنے کے بعد بیان کیا ہے کہ کتب اس روایت سے بھری پڑی ہیں' اس حدیث کا سیاق شیخ محی الدین ابن عربی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ ہمارے استاد شیخ حجازی الواعظ جو الجامع الصغیر للسیوطی کے شارحین میں سے ہیں، محی الدین ابن عربی کے متعلق فرماتے ہیں کہ ابن عربی حفاظِ حدیث میں سے تھے۔ بعض دوسرے اصحاب نے ذکر کیا ہے کہ اس حدیث کے متعلق شیخ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محی الدین ابن عربی کا قول ہے کہ یہ حدیث اگر بطریقِ روایت صحیح نہ ہو تو بھی ہمارے نزدیک طریق کشف صحت کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہے...... اور علامہ نجم کا قول ہے کہ ماوردیؒ کی کتاب "ادب الدین والدنیا" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت اس طرح مذکور ہے: "سئل النبی ﷺ من اعرف الناس بربہ؟ قال اعرفھم بنفسہ" یعنی نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اپنے رب کو سب سے زیادہ پہچاننے والا کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ان میں جو سب سے زیادہ اپنے نفس کو پہچاننے والا ہو" (۱۸)

مذکورہ بالا علماء و محققین کے اقوال آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ علامہ سخاویؒ نے اس حدیث کی تاویل میں بعض لوگوں کے جو اقوال نقل کئے ہیں یا اسی طرح ملا علی قاری حنفیؒ نے اس حدیث کو "صحیح المعنی" قرار دے کر اس کی طرح طرح تاویلات پیش کرنے کی کوشش کی ہے یا قرآن کریم کی ایک آیت سے اس پر استدلال بھی کیا ہے، وہ کس درجہ عبث اور لایعنی ہے اس کا اندازہ ہر شخص بخوبی کر سکتا ہے۔ لہٰذا ان صوفی منش حضرات کے موقف کا بطلان کرنے کی چنداں حاجت نظر نہیں آتی۔ جہاں تک علامہ عجلونیؒ کی "کشف الخفاء" کی منقولہ بالا عبارت کا تعلق ہے تو اس میں کئی امور انتہائی قابل گرفت ہیں مثال کے طور پر:

(۱) محی الدین ابن عربی وغیرہ کا اس حدیث کو اپنی کتب میں بار دینا، یہ کوئی انوکھی یا نرالی بات نہیں ہے، یہ یا اس جیسی ہزارہا شطحیات ان کی و دیگر صوفیاء کی تصانیف میں جابجا بکھری نظر آئیں گی، اور کیا اس کا محض ان کی کتب میں بار پا جانا ہی اس کی صحت کی دلیل ہے؟

(۲) شیخ محی الدین ابن عربی کے متعلق شیخ حجازی الواعظؒ کا قول کہ وہ حفاظِ حدیث میں سے تھے، قطعی باطل اور خلافِ واقعہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ موصوف نے نہ ابن عربی کا بغور مطالعہ کیا ہے اور نہ ہی وہ حفاظِ حدیث اور انکی جہد و سعی کا خاطر خواہ علم رکھتے تھے مگر یہ اس کی تفصیل کا محل نہیں ہے۔

(۳) شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا بذریعہ کشف حدیث کی صحت بیان کرنا بھی تمام اصولِ شریعت کو برہم کردینے کے لئے کافی ہے۔ جس طرح ایک پیغمبر کو بواسطہ جبریلؑ کلام الٰہی کی سماعت کا دعویٰ ہوتا ہے، ٹھیک اسی طرح محی الدین ابن عربی کے نزدیک ایک عالم باطن کو "حدثنی قلبی عن ربی" کا دعویٰ کرنے کا پورا اختیار ہوتا ہے (۱۹)

حالانکہ جمہور علماءِ اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ کسی فرد کے مکاشفات و منامات یا الہامات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو شرعی دلیل کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا، اور نہ ہی ان سے شریعتِ مطہرہ کے احکام ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ علامہ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانیؒ وغیرہ فرماتے ہیں: [20]

"یہ شریعت اس بات کی متقاضی ہے کہ کشف، دین میں صالح استناد نہ ہو۔"

اور خواب اور کشف وغیرہ سے احادیث کی تصحیح کے متعلق شارح ترمذیؒ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں:

"جس حدیث کی صحت کا علم نہ ہو وہ خواب میں آپ ﷺ کی تصحیح فرمانے یا کشف والہام کے ذریعہ صحیح نہیں ہو سکتی، کیونکہ خواب میں نبی ﷺ کے ارشاد کا حکم ثابت نہیں ہے جبکہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں جو کچھ آپ ﷺ نے اس دنیا میں ارشاد فرمایا تھا، اس کا حکم ثابت ہے، تصحیحِ حدیث کا مدار صرف اسناد پر ہوتا ہے۔"

ملا علی قاری شرح النخبۃ میں فرماتے ہیں: کشف اور الہام اس مبحث سے غلطی کے احتمال کے باعث خارج ہیں۔" [21] اسی طرح شیخ محمد جمال الدین قاسمیؒ اپنی کتاب "قواعد التحدیث" میں باب "الرد علی من یزعم تصحیح بعض الاحادیث بالکشف بان مدار الصحۃ علی السند" کے تحت لکھتے ہیں: "یہ بات ہر خاص و عام کو معلوم ہے کہ احادیث صرف اسانید سے ثابت ہوتی ہیں نہ کہ کشف اور انوارِ قلوب وغیرہ سے" [22] ایسا دعویٰ کرنے والوں کے متعلق امام ابن الجوزی حنبلی بغدادیؒ نے کیا خوب فیصلہ صادر فرمایا ہے:

"جس نے حدثنی قلبی عن ربی کہا، اس نے درپردہ اس بات کا اقرار کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مستغنی ہے اور جو شخص یہ دعویٰ کرے، وہ کافر ہے" [23]

صوفیاء (بالخصوص ابن عربی) کے بذریعہ کشف صحتِ حدیث بیان کرنے کے متعلق مزید تفصیلات کے لئے راقم کی مطبوعہ کتاب "ضعیف احادیث کی معرفت اور ان کی حیثیت" کی طرف رجوع فرمائیں۔

(۴) علامہ عجلونیؒ نے ماوردیؒ کی کتاب "ادبُ الدین والدنیا" سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جس حدیث کو بطور استشہاد نقل کیا ہے، وہ بھی "بے اصل" ہے۔ اس حدیث پر ان شاء اللہ ایک علیحدہ مضمون میں مفصل بحث کی جائے گی۔ ان تمام قابل گرفت اُمور کو علامہ عجلونیؒ کا اپنی کتاب میں نقل اور پھر بلا تنقید چھوڑ دینا انتہائی تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ بعید نہیں کہ آں رحمہ اللہ بھی واسع العلم اور جلیل الشان ہونے کے باوجود انہی صوفیانہ نظریات کے حامل رہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ واللہ اعلم

اختتام سے قبل عصر حاضر کے دو مشہور علماء کی آراء بھی پیش خدمت ہیں:

محدثِ شام علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے اس حدیث پر "بے اصل" ہونے کا حکم لگایا ہے اور اظہارِ افسوس کے طور پر فرماتے ہیں:

"اس کے باوجود متاخرین فقہائے حنفیہ میں سے بعض نے اس حدیث کی شرح میں رسالہ لکھا ہے جو کہ مکتبہ" الاوقاف الاسلامیۃ حلب (مصر) میں محفوظ ہے..... یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ یہ فقہاء انتہائی افسوسناک حد تک سنت کی خدمت اور اس میں داخل ہونے والی خارجی اشیاء سے اس کو چھانٹ پھٹک کرنے والے محدثینِ عظام کی جہود و سعی سے استفادہ نہیں کرتے، اسی وجہ سے ان کی کتب میں ضعیف اور موضوع احادیث کی کثرت پائی جاتی ہے، واللہ المستعان" (۲۴)

اور جامعہ امام محمد بن سعود بالریاض کے استاد شیخ عبدالفتاح ابو غدہ مصری، جو عصر حاضر میں فقہ حنفی کے مشہور ترجمان و شارح سمجھے جاتے ہیں، نے ملا علی قاری حنفیؒ کی کتاب "المصنوع" کے ابتدائی صفحات میں "شذرات فی بیان بعض الاصطلاحات فی عبارت المحدثین النقاد حول الاحادیث الموضوعۃ" کے زیر عنوان اس حدیث کو بحوالہ "ذیل الموضوعات" للسیوطی وارد کرکے "غیر ثابت" بتایا ہے (۲۵) فجزاہ اللہ۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی من تبعہ باحسان الی یوم الدین۔

حوالہ جات

۱۔ کشف المحجوب للہجویری ص ۱۷۵، طبع لاہور ۱۳۹۸ھ، عوارف المعارف للسہروردی ج ۲ ص ۸۴ طبع مصر ۱۲۹۲ھ الرسالۃ القشیریۃ للقشیری ص ۵۶ طبع مصر ۱۳۰۴ھ —— ۲۔ کشف المحجوب للہجویری ص ۱۷۶ —— ۳۔ ماہنامہ سلسبیل لاہور ج ۲۸ عدد ۱۰ ص ۱۵، ماہ اکتوبر ۱۹۹۰ء —— ۴۔ التکشف عن مہمات التصوف للتھانوی ص ۱۱۴ طبع حیدر آباد دکن —— ۵۔ الموضوعات للصغانیؒ ص ۳۵ —— ۶۔ اسنی المطالب للحوتؒ ص ۲۹۹ —— ۷۔ تمییز الطیب للشیبانیؒ ص ۱۸۷ —— ۸۔ التذکرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ للزرکشیؒ ص ۱۲۹ —— ۹۔ تذکرۃ الموضوعات للفتنی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ص ۱۱ ـــــ ۱۰۔ الغماز علی اللماز للسمہودی" ص ۲۱۵ ـــــ ۱۱۔ الدرر المنتشرۃ للسیوطی" ۳۹۰ ـــــ ۱۲۔ ذیل الموضوعات للسیوطی" ص ۲۰۳ ـــــ ۱۳۔ الحاوی للفتاوی للسیوطی" ج ۲ ص ۳۵۱ ـــــ ۱۴۔ الرد علی المعترضین علی الشیخ ابن عربی للفیروز آبادی" ج ۲ ص ۳۷ (ق) ـــــ ۱۵۔ المقاصد الحسنۃ للسخاوی" ص ۴۱۹ ـــــ ۱۶۔ سورۃ البقرۃ۔ ۱۳۰ ـــــ ۱۷۔ الاسرار المرفوعۃ للقاری" ص ۲۳۸ ـــــ ۱۸۔ کشف الخفاء و مزیل الالباس للعجلونی" ج ۲ ص ۳۴۳۔ ۳۴۴ ـــــ ۱۹۔ الفتوحات المکیۃ لابن عربی ج ۱ ص ۵۷ ـــــ ۲۰۔ التنکیل بمافی تأنیب الکوثری للیمانی" ج ۲ ص ۳۴۱ ـــــ ۲۱۔ مقدمہ تحفۃ الاحوذی للمبارکپوری" ص ۱۵۲۔ ۱۵۳ ـــــ ۲۲۔ قواعد التحدیث للقاسمی" ص ۱۸۳۔ ۱۸۵ ملخصا ـــــ ۲۳۔ تلبیس ابلیس لابن الجوزی" ص ۳۷۴ ـــــ ۲۴۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ و الموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۹۶ ـــــ ۲۵۔ المصنوع للقاری" ص ۳۷

چیچنیا کے مجاہدین سے خطاب

مآلِ کار پہ اپنے سدا نظر رکھنا ۔۔۔ چراغِ راہ گزر ہو ذرا خبر رکھنا
سکوں شناس نہ ہونا فریب ہے منزل ۔۔۔ قدم قدم کو سدا مائلِ سفر رکھنا
صفائے قلب وہ گوہر ہے جس کا مول نہیں ۔۔۔ اسی چراغ سے روشن خدا کا گھر رکھنا
گھرے ہوئے ہو شبِ تار کے اندھیرے میں ۔۔۔ خدا کی ذات سے امید تم مگر رکھنا
شبِ سیاہ، مصائب کی جانے والی ہے ۔۔۔ دلوں میں حوصلہ تا آمدِ سحر رکھنا
سرِ نیاز جھکانا نہ تم عدو کے لئے ۔۔۔ وقار و ناز کا سایہ نگر نگر رکھنا
یہ تخت سرد ہوائیں ڈرا نہیں سکتیں ۔۔۔ جنوں کے شعلۂ ایماں کو ہم سفر رکھنا
عدو نے جال بچھائے ہیں ہر قدم پہ یہاں ۔۔۔ حصارِ دیدۂ بینا میں رہگذر رکھنا

یہ جان راہِ خدا میں ہی کام آئے گی
حفاظتوں کی زرہ دوش تا کمر رکھنا!!

اسرار احمد سہاوری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ